ڈاکٹر ماریہ عمر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر فلیحہ زہرا کاظمی
صدر شعبہ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر سیدہ سارا زہرا بخاری
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

Dr. Maria Umer
Assisstant Professor, Dept. of Persian, Lahore College for Women University, Lahore

Dr. Faleeha Zehra Kazmi
Head of Persian Department, Lahore College for Women University, Lahore

Dr. Syeda Zehra Sara Bukhari
Assisstant Professor, Dept. of Persian, Lahore College for Women University, Lahore

جارجنامہ: برصغیر میں برطانوی دور حکومت کی مستند تاریخ

George Nama: The Authentic History of the British rule in India

Abstract: Mulla Feroz, who is known as Feroz Parsi, was born in India in 1182(1147ش) .He travelled Iran with his father at the age of 10 and returned at the age of 12 after completing his studies. Mulla Feroz had good relations with the British rulers in India. When Governor of Bombay Jonathan Dinkin suggested to compile the history of conquests & achievements of the British rulers in poetry. Mulla Feroz accepted the suggestion. He composed "George Nama" consisting of 40 thousand verses in his own poetic way. In this great poetic work of Mulla Feroz the circumstances & events of the British rulers are written down in three volumes.George Nama was 1st published in Bombay with the preface written by Mulla Feroz's cousin Rustom Bin Qekobad. Mulla Feroz who died in 1245(1208ش) has written many other remarkable books. In this article introduction to George Nama & its overview is presented.

Keywords: British History, George Nama, Compile, British Rule

ادب کسی بھی تمدن و ثقافت، عادات و اخلاق اور فکر و ہنر کا پر تو ہوتا ہے جبکہ تمام آثار ادبی بلحاظ قالب و مضمون اور ہنر و بلاغت ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور یہ تمام تفرقات ادب اور ادبیات کو اشتراک کا رنگ بخشتے ہیں۔ شعر و شاعری ایک ایسا ہنر ہے جس کے ذریعے شاعر اپنی واردات قلبی اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ اس کا ہر ایک لفظ سچ ہے اور آفاقی حقیقت رکھتا ہے لیکن اکثر شعراء ایسے ہیں جنھیں اس جہان فانی سے گزرے کئی صدیاں بیت گئیں لیکن ان کی شعر و شاعری ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی اور ان کے نسخے و مخطوطات گمنام ہیں۔

زبان و ادب فارسی میں شعر و شاعری ایک ایسا اہم موضوع ہے جسے برصغیر میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ چھٹی صدی ہجری میں تیموری یا مغل دور میں شعر و شاعری کو بہت عروج حاصل ہوا کیونکہ تیموری بادشاہ فارسی زبان سے بہت زیادہ رغبت رکھتے تھے اسی بنا پر اس خاندان کے تمام

سلاطین شعرا اور ادبا کی حوصلہ افزائی کرتے تھے تاکہ وہ بخوشی واطمینان اپنی تصانیف میں روز افزوں اضافہ کر سکیں لہذا اسی دور میں فارسی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اکبر بادشاہ کے دور میں فارسی زبان کو برصغیر میں بہت فروغ ملا اور اس دور میں بہت سی فارسی تصانیف تحریر کی گئی۔(۱) اسی طرح اس خانوادے کے دیگر حکمرانوں میں سے نور الدین محمد جہانگیر اور اس کا بیٹا شاہ جہاں بھی فارسی زبان وادب کی ترویج کے لیے کوشاں رہے۔(۲)

برصغیر پاک وہند میں تیموری دور فارسی ادب کی تخلیق کے لیے بہت ساز گار رہا ہے۔ فارسی زبان کی اسی اہمیت کے پیش نظر ابتدائی استعماری برطانوی عہد حکومت میں بھی فارسی زبان کو فروغ حاصل رہا لہذا اس دور میں ملا فیروز پارسی نے اپنا شاہنامہ "جارجنامہ" فارسی زبان ہی میں تحریر کیا۔

ملا فیروز پارسی اپنے عہد کے شعراء اور ادباء میں بہت معروف تھے۔ ان کے آباؤاجداد "سھرورد" کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے اور انہوں نے ۷۴۴ھ-ق (۷۶۴ش / ۱۳۶۵م) میں برصغیر (گجرات) کی جانب ہجرت کی۔ ملا فیروز پارسی ۱۱۶۲ھ-ق (۱۱۲۷ش / ۱۷۴۸م) میں "بروچ" گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ملا فیروز نے دس سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ ایران کا سفر کیا اور تین سال میں علم نجوم، منطق، فلسفہ، حکمت، صرف ونحو میں کمال حاصل کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے والد کے ہمراہ کریم خان زند کی دعوت پر شیراز گئے لیکن اس دوران حصول تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور جب ان کے والد نے دوبارہ ہندوستان کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو ملا فیروز اداس ہو گئے کیونکہ وہ ایک میہن پرست شخصیت کے حامل انسان تھے۔ ملا فیروز سفر کے دوران کچھ عرصہ بغداد بھی ٹھہرے اور وہاں انھیں عربی اور ترکی زبان سے آشنائی ہوئی پھر آپ ۱۱۸۴ھ-ق (۱۱۴۹ش / ۱۷۷۰م) میں بندرگاہ سورت کے علاقے سے ہوتے ہوئے بمبئی پہنچے۔(۳)

ملا فیروز جارجنامہ کے مقدمے میں سرزمین ایران کے سفر کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

ززادن چو دہ سال بردم بہ سر — بہ ایران مرا برد فرخ پدر
دو شش سال بودم در آن سرزمین — کہ بادا بر آن بوم وبر آفرین
زھر گونہ دانش ھمہ مایہ ور — بہ سیرت فرشتہ، بہ صورت بشر
در آن مدتم بخت دمساز بود — کہ چشمم بہ دیدار شان باز بود
بہ قدر فراخور شدم بھرہ ور — زایران بہ ھندم کشید آبخور
چو کاووس در بند مازندران — بہ ھند او فتادم بہ بندگران (۴)

دیوان بیگی یوں بیان کرتے ہیں کہ ملا فیروز بارہ سال کے عرصے تک اپنی تعلیم وتحصیل مکمل کرتے رہے اور اس کے بعد اپنے مریدین کے پیشوا قرار پائے۔ انھیں برطانوی عہد میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی جس بناء پر بمبئی کے گورنر "جوناتن دنکن" نے ملا فیروز پارسی کو برصغیر میں انگریزوں کی تاریخی فتوحات کو قلمبند کرنے کی بھی پیشکش کی۔ ملا فیروز نے اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے فارسی زبان کے عظیم ومعروف شاعر فردوسی طوسی کی پیروی کرتے ہوئے بحر متقارب میں چالیس ہزار اشعار پر مشتمل ایک رزمیہ مثنوی تحریر کی جس کا نام جارجنامہ منتخب کیا گیا۔

جارجنامہ کا دیباچہ ملا فیروز کے چچازاد بھائی رستم بن کیقباد نے تحریر کیا اور چاپ سنگی کی صورت میں ۱۲۵۳ھ-ق (۱۲۱۶ھ-ش / ۱۸۳۷م) شائع بھی کیا۔ ملا فیروز ۱۲۴۶ھ-ق (۱۲۰۹ش / ۱۸۳۰م) میں وفات پا گئے۔(۵)

ملا فیروز کی معروف تالیفات درج ذیل ہیں۔

۱- دین خرد (آیین دین زرتشتی کا فارسی منظومہ)

۲-سفر نامہ (ملا فیروز کے مختلف سفر کے حالات)

۳-رسالہ استشہاد (زرتشتی کلینڈر کے متعلق سوال وجواب پر مبنی تحریر)

۴-مختصر رد جواز (کبیسہ اور نجوم کے متعلق گجراتی زبان میں تحریر گئی تصنیف)

۵-پند نامہ (اخلاقیات کے موضوع پر فارسی تصنیف)

۶-ادلہ قویہ (قدیم کلینڈر سے متعلق قدیم ایرانی تقویم پر مبنی تصنیف ہے اور یہ کتاب ۲۲۵ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۸۴۸ء میں بصورت چاپ سنگی شائع کی گئی۔

۷-سہ گوھر شریف۔

۸-کنگرہ نوشیروان۔

۹-گرامی نامہ یزدان پاک۔

۱۰-صد در بند ھش۔

۱۱-دساتیر (ملا کاوس نے اصفہان سے دساتیر کا نسخہ حاصل کیا اور اپنے ہمراہ ہندوستان لے آئے جسے ان کے بیٹے ملا فیروز نے کئی برس بعد دو مجلد میں انگریزی زبان میں شائع کیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کتاب ہندوستان میں تحریر کی گئی اور ملا فیروز نے ہی اس کو تحریر کیا لیکن یہ خیال درست نہیں کیونکہ دساتیر ایک قدیم تحریر ہے۔ ملا فیروز خود اس کے دیباچے میں تحریر کرتے ہیں کہ دساتیر ادباء میں بہت معروف ومقبول تھی۔) اس کے علاوہ جارج نامہ ملا فیروز کی معروف تاریخی مثنوی شمار کی جاتی ہے۔(۶)

جارج نامہ: ملا فیروز نے انگریز دور حکومت کی دس سالہ تاریخ وفتوحات کو جارجنامہ میں قلمبند کرتے ہوئے اس زمانے کے مسلمان حکمرانوں کی مدح سرائی کی ہے جس میں برصغیر کے عظیم بادشاہ اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب بھی شامل ہیں۔ یہ ایک منظومہ ہے جو برصغیر کے گورنر "جوناتن دنکن" کی فرمائش پر فارسی زبان کی معروف رزمیہ مثنوی "شاہنامہ فردوسی" کی پیروی میں تحریر کیا گیا جو کہ چالیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس منظومہ میں ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۷ء تک کے برصغیر میں برطانوی دور حکومت کے حالات وواقعات منظوم صورت میں بیان کیے گئے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ چاپ خانے قائم ہونے کے بعد چاپ سنگی کی صورت میں موجود نسخوں کو کتابی صورت میں لانے کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے اور تصحیح کے بعد ان کتابوں کو اصل ماہیت میں شائع کیا گیا۔

ملا فیروز کے دور میں برصغیر میں بہت کم لوگ انگریزی زبان سے آشنائی رکھتے تھے جبکہ جارجنامہ کا اصل مقصد لوگوں کو انگریزی عہد کی فتوحات سے آگاہ کرنا تھا کیونکہ برصغیر کے بیشتر لوگ فارسی زبان سے بخوبی آشنا تھے اسی لیے جارجنامہ کو فارسی زبان میں تحریر کیا گیا۔

اس بارے میں وہ خود فرماتے ہیں کہ:

زھر فرقہ در فارسی بیشمار — بود در جھان نامہ ھا یادگار

ولیکن زبد وظھور فرنگ — بہ ہند اندر از دانش ورای وشنگ

فتوحات این فرقہ نامدار — نگشتہ بہ لفظ دری آشکار

چو در ہند وایران ودر ترک وروم — دری اظھر واشھر است از علوم

در این اکنہ ز انگریزی زبان ندانذ کسی هیچ نام و نشان

گر آید فراهم یکی دفتری بہ گفتار فرسی و لفظ دری

بود فیض آن عام در خاص و عام شود شھرہ نزد خلایق تمام (۷)

شاہنامہ فردوسی آفاقی حیثیت کا حامل ہے اسی سبب ملا فیروز نے شاہنامہ فردوسی کی پیروی میں مثنوی جارجنامہ تحریر کی تاکہ شاہنامہ کی طرح اس منظومے کو بھی ایک معروف و زندہ جاوید تصنیف کا درجہ حاصل ہو سکے۔ ملا فیروز اپنے اشعار کے ذریعے فردوسی کی تعریف و توصیف کرتا ہے کہ استاد سخن فردوسی نے تو شاہنامہ تحریر کر کے داد سخن حاصل کی جبکہ مجھ حقیر سے جارج نامہ بطور یادگار باقی رہ جائے گا:

چو فردوسی ان اوستاد سخن کہ دادہ بہ شھنامہ داد سخن

بہ گیتی بود نام او یادگار بماند ز تو نیز در روزگار

ز ایزد امان جویم و یاوری کہ آرم بہ انجام این داوری

بہ گیتی چو مرگ است انجام کار ز من جارج نامہ بود یادگار (۸)

اگرچہ ملا فیروز دین زرتشت کے پیروکار تھے اور اسی بناء پر وہ اپنے منظومے کا آغاز "ایزد" کے نام سے کرتے ہوئے خوبصورت انداز میں ذات باری تعالیٰ کی یوں تعریف کرتے ہیں لیکن اگر قاری ملا فیروز کے مذہب سے آشنا نہیں ہے تو وہ انھیں مسلمان ہی تصور گا کیونکہ ملا فیروز نے اپنے بہت سے اشعار میں قرآنی احادیث اور اسلامی روایات کی تلمیحات بھی پیش کی ہیں:

خجستہ در آغاز و در ابتدا بود بیگمان نام پاک خدا

خداوند داد و خداوند رای پرستش جز او را نباشد سزای

ز بودش ھمہ بودنی، یافت بود کسی نیست جز او سزای سجود

ز حد کمالش کس آگاہ نیست بہ کنھش شتابندہ را راہ نیست

ز فرمان او نیست چیزی برون نیارد کسی دم زد از چند و چون

خدایی کش انجام و آغاز نیست بہ شاھی درش یار و انبار نیست

چو امرش جھان خواست کردن پدید دو گیتی بہ یک گفت "کن" آفرید

چو گنجی بد از چشمھا ناپدید نھان بودن خود فراخور ندید

ھمی خواست خود را کند آشکار کہ از گل نماند نھان نوبھار (۹)

ملا فیروز نے زرتشتی ہونے کے باوجود اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مسلمانوں کے ساتھ گزارا یہی وجہ تھی کہ ان کے اشعار میں اسلامی تعلیمات کا رنگ جھلکتا ہے۔ وہ جارجنامہ میں تخلیق کائنات کے تمام مسائل و دلائل بیان کرتے ہوئے فلسفہ اسلامی کو مد نظر رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مثلا وہ اپنی اس تاریخی مثنوی میں عقل کل، عقول عشرہ، نہ فلک وغیرہ جیسے استعارت بخوبی استعمال کرتے ہیں:

ولی از یکی چون بہ غیر از یکی نیاید درین هیچگون فی شکی

ز قدرت شناسندہ نیک و بد کہ فرزانہ خواند "نخستین خرد"

پدید آورید آگھی از کرم ز داز سایر آفرینش رقم (۱۰)

ملا فیروز جارجنامہ میں قرآنی، فلسفی اور عقلی تلمیحات کا استعمال کرتے ہوئے انسان کی پیدائش و تخلیق کے تمام مراحل کو قلمبند کرتے ہوئے تمام

انبیاء کو خداوند متعال کے پیامبر تصور کرتے ہیں:

روان زین سہ پایہ چو شد بر فراز	بہ تکمیل و تفضیل شد سر فراز
از آن روح آمد بشر بھرہ ور	کز و گاہ خیر آید و گاہ شر
عجین گشت معجونی از خوب وزشت	سرشتہ در او جزو نار و بھشت
عجب نسخہ ای بو العجب شد پدید	کہ شد بند ھای جھان را کلید
بہ رتبت ز چرخ و فلک بر گذشت	بہ عزت ز مُلک و مَلک در گذشت (۱۱)

رسم الخط نسخہ:

جار جنامے کے رسم الخط کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱-بغیر نقطوں کے الفاظ کو تحریر کرنا یا بہت کم نقاط کا استعمال کرنا جو کہ قدیم مصنفین کی روش تھی۔ مثلا

پیادہ » بیادہ

۲-(پ، چ، ژ، گ) جیسے الفاظ کو (ب، ج، ز، ک) کی ترتیب میں تحریر کیا گیا کیونکہ یہ قدیم روش ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم نسخوں کی اہم خصوصیت بھی ہے۔

دگرگون » دکرکون

۳-بعض کلمات میں سے "واو" معدولہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

خواستہ » خاستہ

۴-"ب" اور "ن" کو فعل سے جدا تحریر کیا گیا ہے۔

ببیند » بہ بیند

نبیند » نہ بیند

۵-بعض کلمات میں حرف متصل "را" کو کلمات کے ساتھ باہم تحریر کیا گیا ہے۔

ژیان را » ژیانرا

۶-بعض جگہ کسرہ کے متبادل "ہ" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

چھرہ » چھر

۷-حرف اضافہ "بہ" کو بعض کلمات کے ساتھ باہم تحریر کیا گیا ہے۔

بہ پر خاش » بپرخاش

۸-"ء" کے بجائے "ای" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

چنان چون ز راہ بزرگی سزید	شہ چارہ جو چارۂ بر گزید (۱۲)

۹-علامت "مد" کا اضافہ نہیں کیا گیا۔

از آن » ازان

۱۰-اکثر جگہ "ء" کو حذف کر دیا گیا ہے۔

بھانہ است » بھانست

خصائص جارجنامہ:

۱- مہجور الفاظ کا استعمال:

جھاندار بر آرزو دید داو   کہ باباز شاید شکر دن چکاو (۱۳)

۲- اس دور میں برصغیر میں لاطینی زبان بھی رائج ہونا شروع ہو چکی تھی لہذا ملا فیروز نے اپنی تصنیف میں بھی لاطینی الفاظ کو بہت خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔

دگر گون کنون رسم و ساز آورم   سخن ھای ھا کنز باز آورم (۱۴)

۳- مخصوص اسامی کے معانی کو بخوبی بیان کیا ہے۔

کرت آلفرد نام آن شہریار   ز دادش جھان گشتہ خرم بھار

بود معنی آن "سلیم بزرگ"   "سلیم" آلفرد دان، "کرت" دان سترگ (۱۵)

۴- پہلوی زبان کے رائج حرف اضافہ "بہ" کو یوں بیان کیا ہے۔

ز آغاز آمد چو نامہ بہ بُن   اَبر آفرین کرد ختم سخن (۱۶)

۵- دو حرف اضافہ کے لیے ایک متمم کا استعمال دکھائی دیتا ہے:

بہ دل اندر آن شاہ فرخندہ خوی   بہ فرخندگی راند این آرزوی (۱۷)

۶- ملا فیروز نے جارجنامہ میں بعض الفاظ کو مخفف کیا ہے۔

ستادہ بہ آیین ھمہ جای خویش   ز اندازہ نھادہ کس پای پیش (۱۸)

۷- نشانہ مفعول پر کلمہ "را" کا استعمال کیا گیا ہے۔

ز حق خلق را خواندہ سوی سبیل   ز دوزخ بہ فردوس بودہ دلیل (۱۹)

۸- شاعر نے اپنے شاہنامہ میں پیشوندی الفاظ کا استعمال بھی کیا ہے۔

ز بس دود باروت بر شد بہ ماہ   بر آمد از آن دود، ابری سیاہ (۲۰)

۹- "یکی" کو نشانہ نکرہ کے طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

بہ قسطنطنیہ یکی شاہ بود   بہ جان و دلش مھر ھمراہ بود (۲۱)

مطالب ادبی جارجنامہ:

ملا فیروز کو زبان و ادب فارسی پر مکمل عبور تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے اس منظومے میں صور خیال کی تمام انواع (تشبیہ، استعارہ، مجاز، کنایہ) سے بخوبی استفادہ کرتے ہیں جو اس منظومے کی ادبی اہمیت میں اضافہ کا باعث بنا ہے۔ شاعر اپنے تخیل سے شاعرانہ تصویر سازی کرتا ہے اور ماحول کو خوبصورتی سے ایسے پیش کرتا ہے کہ قاری اس کو تجسیم کرنے لگتا ہے۔ لغت میں "صور" سے مراد صورت کے ہیں۔ صور خیال شاعر کی شاعری میں اس کی استعداد، خلاقیت اور قدرت کا مظہر ہے جس کے ذریعے شاعر مضامین میں پیام "بکر" بیان کرتا ہے۔ (۲۲)

۱۔ تشبیہ:

اگر دو چیزوں میں کوئی صفت مشترک ہو، اگر ان دو چیزوں کی حقیقت مختلف بھی ہو تو اس صفت مشترک کی بنا پر ان کو ایک دوسرے کے مانند

قرار دینے کو تشبیہ کہتے ہیں۔(۲۳)

بریزم گلولہ چو برگ درخت　　　که ریزد به گاه خزان باد سخت(۲۴)

۲۔استعارہ:

استعارہ کے لغوی معنی ادھار لینے کے ہیں۔اصطلاح میں جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی و مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق موجود ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔(۲۵)

به دل گفت افتاد دشوار کار　　　فتادم میان دو خونخوار مار(۲۶)

۳۔ تشخیص:

کسی بے جان اشیاء کو جان بخشنا تشخیص کہلاتا ہے۔

سیر یک روز طعنہ زد بہ پیاز　　　که تو مسکین چقدر بدبوی؟(۲۷)

مندرجہ بالا شعر میں پیاز اور لہسن کی مثال دی گئی ہے یعنی لہسن ایک دن پیاز کو طعنہ دیتا ہے کہ تو کتنا بدبو رکھنے والا مسکین ہے اور شاعر ان کو دو اشخاص تصور کرتا ہے اور ان کے درمیان گفتگو شعر کی صورت میں بیان کرتا ہے۔

طرایف بیاراست از بهره شاه　　　کز آن خیره بر چرخ شد چشم ماه (۲۸)

۴۔کنایہ:

کنایہ کے لغوی معنی پوشیدہ بات کرنا یا بات کو رمز و اشارے میں بیان کرنا ہے۔علم بیان کی رو سے کنایہ وہ کلمہ ہے جو اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہوا ہو کہ اس کے حقیقی معنی بھی مراد لیے جاسکتے ہیں۔(۲۹)

نترسم از این گفته های درشت　　　مکوب آهن سرد بی جا به مشت۔(۳۰)

۵۔مجاز:

استعارہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوتے لیکن حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق پایا جائے تو وہ مجاز کہلائے گا۔(۳۱)

پس از پنج سال آن شه تخت جوی　　　سوی تخت بنهاد از تخت روی(۳۲)

آرایہ ھای لفظی و معنوی:

ا۔انواع اجناس:

(الف)جناس تام:

ایسے دو الفاظ جو کتابت اور تلفظ میں ایک سے ہوں لیکن معانی مختلف ہوں اور دونوں کلمات کے مطالب کا فرق کلام کے مضمون سے سمجھا جائے۔

بسان پدر خلق را داد داد　　　بزودی ورا چرخ بر باد داد(۳۳)

(ب)جناس لاحق:

اگر متجانس کے دونوں کلمات ہی ایک جیسے ہوں سوائے ایک لفظ جو پہلا یا وسطی ہو۔اس کو جناس لاحق کہتے ہیں۔مثلاً زندان و خندان

اگر کشتن است و اگر کند و بند　　　بود آن به فرمان شاه بلند (۳۴)

(ج) جناس زائد:

ایسی جناس جس میں کلمات متجانس کو دوسرے سے نسبت دی جائے۔

دل روشنش بود چون جام جم　　　ز آیندہ آگہ ز ھر بیش و کم (۳۵)

۲۔ تکرار:

کلام میں ایسے الفاظ سے استفادہ کیا جائے جن کی تکرار سے کلام میں زور اور حسن پیدا ہو جائے۔ (۳۶)

ز دستی ستاند، بہ دستی دھد　　　ز دستی بگیرد بہ دستی نھد (۳۷)

۳۔ اغراق:

اغراق کے لغوی معنی مبالغہ یا کسی وصف یا بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا ہے۔ ایسا مبالغہ جو عقل کی رو سے تو درست نظر آئے مگر عملاً دیکھنے میں نہ آئے یا عادت خلاف ہو۔ (۳۸)

روان گشت لشکر چو دریای آب　　　کہ دریا نمودی بہ پیشش سراب (۳۹)

۴۔ تنسیق الصفات:

جب کلام میں کسی شے یا فرد کی مدح یا ذم میں متواتر صفات کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے تو اسے صنعت تنسیق الصفات کہتے ہیں۔ (۴۰)

برون چون فرشتہ نھان ھمچو دیو　　　جفاجوی و بدکار و پر رنگ و ریو (۴۱)

۵۔ تمثیل:

یہ اصطلاح ڈرامے کے لیے مخصوص ہے۔ اس سے مراد مثال لانا، مشابہ کرنا، مطابقت رکھنا یا تشبیہ دینا ہے۔ "جدید شاعری میں تمثالیت نے ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یہ ایک نوع کا شعری تخیل ہے جو عالم اشیاء میں افتراق کی بجائے مناسبتوں اور آہنگوں کو فروغ دیتا ہے" (۴۲)

ندانست خود داری پر کندہ ھوش　　　بہ شھباز صعوہ نتابد بہ توش (۴۳)

۶۔ تضاد:

کلام میں ایسے دو الفاظ لانا جن کے معنی ایک دوسرے کی ضد ہوں اسے صنعت تضاد کہتے ہیں۔ مثلاً دن و رات، صبح و شام، نیکی و بدی وغیرہ۔

نھان پر ز کین، آشکارا بہ مھر　　　بہ پاسخ بدین گونہ بگشاد چھر (۴۴)

۷۔ تلمیح:

علم بدیع کی اصطلاح میں شاعر کا اپنے کلام میں یا نثر نگار کا اپنی نثر میں کسی مشہور واقعے، روایت، قصے، شخص، جگہ، قرآنی آیت یا حدیث کی طرف اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔ (۴۵)

چو یاجوج بی مھر مردم شکر　　　بہ دریا ز مردم ربودہ جگر (۴۶)

جارجنامہ سرزمین ہند کا وہ تاریخی منظومہ ہے جو فارسی زبان میں تحریر کیا ہے۔ اس منظومے کے مطالب و موضوعات انگریزوں کی حکومت کو سرزمین ہندوستان سے مربوط کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ منظومہ ایرانیوں سے باقاعدہ مربوط نہ ہو لیکن فارسی زبان خود سرزمین ایران کی تہذیب و تمدن کے لیے باعث افتخار و مباہات ہے اور تمام دنیا میں اس کے اثر و نفوذ کی تردید نہیں کی جا سکتی بالخصوص ایسی سرزمین جہاں فارسی بطور علاقائی اور مقامی زبان نہ رہی ہو اور پھر بھی اس علاقے کے ساکنین فارسی زبان سے مستفید ہو کر فارسی ادب کی تخلیق میں سرگرم عمل ہوں۔

حوالہ جات

۱. سید صباح الدین عبد الرحمن۔ بزم تیموریہ۔ (جلد اول) ہند: انتشارات دار المصنفین، ۲۰۱۱ء۔ ص ۱۱
۲. صبا مولوی، محمد مظفر حسین۔ تذکرہ روز روشن۔ تہران: نتشارات کتابخانہ رازی، ۱۳۴۳ھ۔ دیباچہ ص ج
۳. شہمردان، رشید۔ تاریخ زرتشتیان۔ تہران: انتشارات فروھر، ۱۳۶۳ھ۔ ص ۵۳۳
۴. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ بمبئی، ۱۸۳۷ء۔ ص ۹
۵. دیوان بیگی شیرازی، سید احمد۔ حدیقہ الشعرا، تصحیح عبد الحسین نوایی، تہران: چاپخانی خدایی، ۱۳۶۵ھ۔ ص ۱۳۹۵
۶. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۴
۷. ایضاً۔ ص ۱۶
۸. ایضاً۔ ص ۲۲
۹. ایضاً۔ ص ۲
۱۰. ایضاً۔ ص ۳
۱۱. ایضاً۔ ص ۴
۱۲. ایضاً۔ ص ۵۹
۱۳. ایضاً۔ ص ۶۵
۱۴. ایضاً۔ ص ۶۹
۱۵. ایضاً۔ ص ۳۳
۱۶. ایضاً۔ ص ۶۱
۱۷. ایضاً۔ ص ۵۵
۱۸. ایضاً۔ ص ۶۳
۱۹. ایضاً۔ ص ۵
۲۰. ایضاً۔ ص ۱۱۸
۲۱. ایضاً۔ ص ۴۵
۲۲. کدکنی، شفیعی۔ صور خیال در شعر فارسی۔ تہران: نشر آگہ، ۱۳۵۰ھ۔ ص ۷
۲۳. ہارون الرشید۔ ادبی اصطلاحات۔ جہلم: پبلشرز اینڈ بک سیلرز، ۲۰۱۸ء۔ ص ۱۷
۲۴. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۹۴
۲۵. منصف خان سحاب۔ نگارستان۔ لاہور: تایا سنز پرنٹرز۔ س۔ ن۔ ص ۱۴۷
۲۶. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۱۵۷
۲۷. پروین اعتصامی۔ دیوان پروین اعتصامی با دیباچہ ملک الشعراء بہار۔ تہران: انتشارات نگاہ، ۱۳۹۲ھ۔ ص ۲۷۹

۲۸. ایضاً۔ ص ۱۹۵

۲۹. ہارون الرشید۔ ادبی اصطلاحات۔ ص ۳۹

۳۰. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۸۴

۳۱. منصف خان سحاب۔ نگارستان۔ ص ۱۴۷

۳۲. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۲۸۴

۳۳. ایضاً۔ ص ۵۴

۳۴. ایضاً۔ ص ۵۶

۳۵. ایضاً۔ ص ۲۱۳

۳۶. فاروق چودھری۔ اردو آموز۔ لاہور: نیونل بک فاؤنڈیشن، س۔ن۔ ص ۱۴۲

۳۷. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۱۰

۳۸. ہارون الرشید۔ ادبی اصطلاحات۔ ص ۲۷

۳۹. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۲۲

۴۰. عاصم ثقلین۔ ارتباط حرف و معنی۔ لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۵ء۔ ص ۳۷

۴۱. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۴۸

۴۲. ہارون الرشید۔ ادبی اصطلاحات۔ ص ۷۷

۴۳. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۱۷

۴۴. ایضاً۔ ص ۲۲

۴۵. اشفاق احمد ورک۔ کلید اردو۔ لاہور: کاروان بکس ہاؤس، س۔ن۔ ص ۳۰۲

۴۶. ملا فیروز بن کاووس۔ جارجنامہ۔ ص ۱۳